مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو گلے کی تکلیف زیادہ ہے۔ اور کچھ حرارت بھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛؛

کل بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے محلہ دارالعلوم میں بابو محمد امیر صاحب کے مکان کی بنیاد رکھی۔ اور دعا فرمائی ؛؛

آج میاں عبدالوہاب صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے برات کی تواضع فواکہات۔ مٹھائی اور چائے سے کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بہت سے احباب سمیت دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اجازت سے دولہا اور دلہن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیت الدعا میں جا کر دعائیں کیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ اس تعلق کو بابرکت کرے ؛؛

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی چراغ الدین صاحب راولپنڈی اور مولوی احمد خان صاحب برما سلسلہ تبلیغ بھیجے گئے ہیں ؛؛

ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب پنشنر نے آج دوپہر کو اپنے لڑکے محمد حنیف صاحب کی دعوت ولیمہ میں بہت سے احباب کو مدعو کیا ؛؛

آج منشی محمد انور صاحب کلرک دفتر الفضل نے اپنے برادر نسبتی میاں فضل دین کی دعوت ولیمہ دی ؛؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدمت دین کیلئے مجاہدین کی ضرورت

”مجھے ایسے مردانِ میدان کی بہت ضرورت ہے۔ جو ایسے پُر آشوب زمانہ میں طریقِ مستقیم پر دین کی نصرت کریں۔ اور وہ جلال جو اسلام مدت سے کھو چکا ہے اس کی بازآمد کے لئے اپنی تمام کوشش اور تمام اخلاص سے زور لگائیں۔ یہ مختصر زندگی بہرحال ختم ہو جائے گی۔ وہ لوگ بھی نہ رہیں گے۔ جو اسلام کے اعلےٰ مقاصد صرف اسی قدر سمجھتے ہیں۔ جو یہ قوم جو مسلمان کہلاتی ہے۔ کہ اہل یورپ کے دوش بدوش ہو جائیں۔ اور ان کے اقبال اور صفات اور چال چلن سے پورا حصہ لے لیں۔ اور نہ وہ لوگ رہیں گے جو اسلامی روحانیت کے قائم کرنے کے لئے دن رات خداوند جلیل کے سامنے روتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ موخر الذکر لوگ بہت مبارک ہیں“ (الحکم ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اعزازِ اسلام کے لئے ذلت قبول کرو

”سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھیگا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے۔ رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا

دین کی حمایت کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں

”یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام روکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں۔ اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت۔ اور پودے جو پھل نہ لائیں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جائیں۔ ان کی مالک پروا نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جائے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ کہ اگر تم اللہ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے۔ تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالےٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کو کسی کی پروا نہیں“ (الحکم ۲۴ مئی ۱۸۹۸ء)

جو زندہ ہوتا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی۔ اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے“ (فتح اسلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی ایک تجویز

مالی تنگی کے وقت کیا کرنا چاہیئے

ذیل کی روائت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے لکھ کر ارسال فرمائی ہے :۔

جب مدرسہ تعلیم الاسلام مڈل تک تھا۔ اور میں ابھی لاہور میں ہی ملازم تھا۔ اس وقت مدرسہ کے انتظام کے واسطے ایک مختصر سی انجمن تھی۔ جس کا میں بھی ممبر تھا۔ ایک دفعہ چندہ کم آیا۔ جو استادوں کی تنخواہوں کے واسطے کافی نہ تھا۔ اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے جو اس انجمن کے پریذیڈنٹ تھے۔ یہ تجویز فرمائی کہ جتنا چندہ آئے وہی استادوں میں تقسیم کیا جائے۔ قرض نہ لیا جائے۔ اور نہ انتظار کیا جائے۔ کہ اور رقم آئے گی۔ تب اس ماہ کی تنخواہ تقسیم کریں گے۔

لائبریری جامعہ احمدیہ کے لئے چندہ

جامعہ احمدیہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اہم درسگاہ ہے۔ اس کی لائبریری کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کے علاوہ دیگر علوم فلسفہ، اخلاق جنرل تاریخ۔ سوشلزم۔ کیپٹلزم وغیرہ وغیرہ کی کتب مہیا کرنے کے لئے ڈیڑھ ہزار روپے تک چندہ فراہم کرنے کی پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان کو اجازت دی گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس درسگاہ کی لائبریری کو مکمل کرنے کے لئے حسب استطاعت چندہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ لیکن اس چندہ کی وجہ سے مرکزی چندہ پر کوئی اثر نہ پڑے چندہ باخذ رسید دیا جائے :۔

ناظر بیت المال قادیان

خریداران خطبہ کی خدمت میں ضروری گزارش

وہ احباب جو صرف خطبہ جمعہ کے خریدار ہیں۔ اور جن کے ذمہ قیمت اخبار کا بقایا ہے۔ یا جن کا چندہ ماہ اپریل میں ختم ہو رہا ہے۔ وہ براہ مہربانی بہت جلد بذریعہ منی آرڈر یا مجلس مشاورت پر آنے والے احباب کے ہاتھ قیمت ارسال فرمائیں۔ ورنہ ان کی خدمت میں اگلے ہفتہ کا خطبہ جمعہ وی پی کیا جائے گا اسے ضرور وصول کرلیں۔

مومن کو لین دین کے معاملات میں بہت محتاط ہونا چاہیئے اور حقدار کو اس کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اس وقت تک جو اصحاب قیمت ادا کئے بغیر پرچہ لیتے رہے ہیں۔ "الفضل" کا ان کے ذمہ حق ہو چکا ہے۔ اس کی ادائیگی میں قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

اسی طرح جن اصحاب کی خدمت میں پیشگی قیمت کا وی۔ پی کیا جائے وہ وصول کرکے ممنون فرمائیں۔ ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا :۔

خاکسار۔ منیجر "الفضل"

کیا آپ نے حصہ آمد و وصیت کا بقایا ادا کر دیا ہے

صدر انجمن کا مالی سال ختم ہونے والا ہے۔ جو ۳۰ ؍اپریل ۱۹۳۸ء کو ختم ہو جائے گا۔ مگر ابھی تک بعض دوستوں نے حصہ آمد کا بقایا ادا نہیں کیا۔ اور نہ ہی مہلت حاصل کی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کا یہ ارشاد متواتر شائع ہو چکا ہے۔ کہ

"جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ تک وصیت کا چندہ ادا نہیں کرتا۔ اس کی وصیت منسوخ کی جائے۔ اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کرکے اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو"

اس اعلان کو پڑھکر تمام بقایا دار حصہ آمد ۳۰ ؍اپریل تک اپنا اپنا تمام بقایا خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دیں۔ یا معذوری بتا کر مہلت حاصل کر لیں۔ اگر کوئی بقایا دار نہ بقایا ادا کرے گا۔ اور نہ مہلت حاصل کرے گا۔ تو ایسی وصایا ۳۰ ؍اپریل کے بعد برائے منسوخی مجلس کار پرداز میں پیش کر دی جائیگی۔ تاریخ مذکور کے بعد ان کو شکوہ کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

سیکرٹری مجلس بہشتی مقبرہ قادیان

فلسطین کے چشم دید حالات پر لیکچر

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کے زیر اہتمام مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل احمدیہ مشنری فلسطین و شام ۱۲ ؍اپریل بروز منگل بوقت ۷½ بجے شام وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں فلسطین کے موجودہ حالات کے متعلق اپنے عینی مشاہدات بیان فرمائیں گے۔ مولوی صاحب فلسطین میں دو سال تک تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد حال ہی میں ہندوستان واپس تشریف لائے ہیں۔ امید ہے کہ احباب وقت مقررہ پر تشریف لاکر مشکور فرمائیں گے

المعلن :۔ ملک بشارت ربانی بی۔ ایس سی سیکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور

ایک دلچسپ خواب

دو تین دن ہوئے خاکسار نے خواب میں دیکھا۔ کہ قادیان میں ہی ایک گلی میں اخبار الفضل پڑھکر سنا رہا ہوں۔ سننے والوں میں اپنوں کے علاوہ کچھ غیر احمدی بھی ہیں نیر صاحب کا مضمون ہے۔ اور میں اس کی بڑی تعریف کرتا ہوں۔ کہ کیسا اچھا خیال نیر صاحب نے اس مضمون میں ظاہر کیا ہے۔ پڑھتے پڑھتے مندرجہ واقعات اور دلائل متمثل ہو کر سامنے آنے شروع ہو گئے۔ اور نظارہ بدل گیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک ٹائم پیس میں سے ایک گول آئینہ ۵-۶ انچ قطر کا جسکے پیچھے ایک کیل پکڑنے کی لگی ہوئی ہے۔ باہر نکلا ہے۔ اور وہ ہاتھ جس کے ذریعہ وہ آئینہ باہر نکلا ہے۔ وہ خدا کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالٰی نے اس گول آئینہ کے منہ کو جب دنیا کی طرف کیا تا معلوم کرے کہ دین و دنیا کی بادشاہتوں کی اور سب علوم کی چابیاں کس کو دیجائیں۔ تو اس آئینہ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جائیں۔ گویا وہ آئینہ انتخاب کرنے کا آلہ ہے۔ پھر خدا تعالٰی نے چابیاں حضرت اقدس کو دیدیں۔ اس کے معاً بعد پھر وہ آئینہ نمودار ہوا۔ یہ معلوم کرنے کیلئے کہ وہ چابیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کس کو دیجائیں۔ اس گول آئینہ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو دیجائیں۔ چنانچہ وہ حضور کو دی گئیں۔ عاجز بشیر احمد بھٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۵۷ سنہ ہجری

خطبہ جمعہ

مجالس خدام الاحمدیہ کی تشکیل کے سلسلہ میں بعض مزید ہدایات

اگر چاہتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کی تائید تمہارے شامل حال ہو۔ تو حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ

نوجوان اور جوان ہمت بوڑھے سب اس مجلس میں شامل ہو سکتے ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۸ - اپریل سنہ ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں نے گزشتہ جمعہ میں

نوجوانوں کی تنظیم

کے متعلق خطبہ پڑھا تھا۔ آج اسی سلسلہ میں بعض اور باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میرے ان خطبات کے یہ معنے نہیں۔ کہ کسی خاص عمر کے آدمی خصوصیت کے ساتھ میرے مخاطب ہیں۔ کیونکہ گو یہ صحیح ہے۔ کہ نوجوان کی اصطلاح ایک خاص عمر کے آدمی کے لئے بولی جاتی ہے۔ لیکن حقیقتاً انسان نوجوان عمر کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ دل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ شخص جس کی عمر

اٹھارہ سے چالیس سال

ہے ضرور نوجوان ہو۔ بالکل ممکن ہے کہ اس عمر کا انسان بوڑھا ہو۔ اور اپنی طاقتوں کو ضائع کر چکا ہو۔ اور یہ ضروری نہیں۔ کہ چالیس سال سے زیادہ عمر کا آدمی ضرور ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص بظاہر بوڑھا یا ادھیڑ عمر کا نظر آتا ہو۔ لیکن اس کا دل خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی خدمت کے لئے نوجوانوں سے بھی زیادہ نوجوان ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ایک دن بھی آپ پر ایسا آیا۔ جب آپ بوڑھے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں جب آپ پر وحی نازل ہوئی۔ آپ کے اندر جو جوانی تھی۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ جوان آپ وفات کے وقت تھے۔ کیونکہ

ایمان انسان کی جوانی کو بڑھاتا

اور حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔

پس گو ظاہری الفاظ میں میرے مخاطب نوجوان ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ جو لوگ عمر کے لحاظ سے اس حد سے آگے گزر چکے ہیں۔ جسے جوانی کی حد کہا جاتا ہے۔ وہ میرے مخاطب نہیں ہیں۔ جن لوگوں کے دل جوان ہیں۔ اور اپنے اندر سلسلہ کی خدمت کے لئے ایک جوش پاتے ہیں۔ ان کی عمر خواہ کتنی بھی کیوں نہ ہو۔ وہ میرے ویسے ہی مخاطب ہیں۔ جیسے چالیس سال سے کم عمر کے لوگ۔

مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی

ایک مشہور بزرگ پنجاب میں گزرے ہیں۔ وہ دراصل رہنے والے تو افغانستان کے تھے۔ مگر حکومتِ افغانستان نے بوجہ ان کے اہل حدیث خیالات کے ان کو ملک سے نکال دیا تھا۔ ان کی اولاد انہی کی پیشگوئی کے مطابق ہمارے سلسلہ کی شدید مخالف رہے۔ مگر ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بہت سے رویا و کشوف ہوئے تھے۔ گو وہ آپ کے دعوے سے قبل ہی فوت ہو گئے۔ اور سلسلہ میں داخل نہ ہو سکے۔ ان کے متعلق ایک

عجیب واقعہ

بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ بہت ہی ضعیف ہو چکے تھے۔ اور مرض الموت میں مبتلا تھے۔ کہ کوئی شخص ان کے پاس آیا۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے لوگ ان سے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مشورہ لے لیا کرتے تھے۔ جیسے آج ہم سے بھی لے لیتے ہیں۔ کوئی مرید ان کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میری لڑکی جوان ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی شادی کا کوئی انتظام ہو جائے۔ مولوی صاحب کے ساتھی جو اس وقت وہاں موجود تھے۔

بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے چارپائی پر لیٹے لیٹے ہی فرمایا کہ میرے ساتھ ہی شادی کردو۔ بعض لوگ اس واقعہ کو ایک ہنسانے والا واقعہ خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ واقعہ ایسا نہیں۔ ہر شخص اپنی

نیّت کے مطابق پھل

پاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کا دلی جوش ان کو یہ خیال بھی نہیں آنے دیتا تھا کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ ان کا جسم جواب دے چکا تھا۔ مگر ایمان کی وجہ سے دین کی خدمت کے لئے جو روحانی قوت وہ اپنے اندر محسوس کرتے تھے۔ اسکے ماتحت ان کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ وہ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ ایک صحابی کا واقعہ بھی اس سے مشابہ ہے۔

حضرت انس رضؓ بن مالک

ہی ایک ایسے شخص ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم کہلاتے ہیں۔ ان کے سوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی خادم نہیں رکھا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت انس کی والدہ انہیں آپکے پاس لائیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ مرد تو اور طرح خدمت کرکے ثواب حاصل کرتے ہیں۔ مگر میں عورت ہوں اور تو کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ میرا لڑکا ہے جسے میں آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں۔ یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی تھی۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپ کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی وفات ایک سو دس یا ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ اس زمانہ میں پیدائش کی تاریخیں عام طور پر یاد نہیں رکھی جاتی تھیں مسلمان چونکہ بہت بڑے مورخ تھے۔ اس لئے وفات کی تاریخیں تو پوری طرح محفوظ ہوگئیں۔ مگر پیدائش کی تاریخیں اسلام سے پہلے زمانہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے محفوظ نہیں ہوسکیں۔ حضرت انس جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو بعض لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے اور کہا کہ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور خادم ہیں۔ ہمیں کوئی خدمت بتایئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ لوگ بھلا میری کیا خدمت کرسکتے ہیں۔ ہاں اگر ہوسکے تو

میری شادی کرادیں

میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ جو شخص بغیر شادی کے فوت ہوتا ہے وہ بطال ہے۔ بطال اسے کہتے ہیں۔ جس کی عمر ضائع گئی۔ حضرت انس کی بیوی ان سے کچھ ہی عرصہ پہلے فوت ہوئی تھیں اس لئے انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ کہ اگر میری شادی کرادو۔ تو میں بطال نہ کہلاؤں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب تو یہ تھا۔ کہ جو شخص اپنی زندگی بھر شادی نہیں کرتا۔ اور اس کی اولاد نہیں ہوتی وہ بطال ہے کیونکہ

اسلام نے رہبانیت کو ناجائز رکھا ہے

مگر حضرت انس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لفظی بات کو پورا کرنے کے لئے یہ بھی پسند نہ کیا۔ کہ چند دن کی عمر بھی بطال گزاریں۔ حالانکہ اس وقت وہ عمر کی اس حد سے گزر چکے تھے جس میں بچے پیدا ہوسکتے ہیں۔ یہ بھی دراصل ان کے

دلی جوش کا نتیجہ

تھا۔ دین کی خدمت کا جو احساس ان کے دل میں تھا۔ اس کے ماتحت اگرچہ جسم جواب دے چکا تھا۔ مگر کام کی امنگ روح میں موجود تھی۔ اور اسی کے ماتحت وہ بعض اوقات یہ بھول جاتے تھے۔ کہ ہم بوڑھے ہو چکے ہیں۔ یا ہمارے جسم اب جواب دے چکے ہیں۔ پس عمر کوئی چیز نہیں۔ بلکہ درحقیقت انسان کی

امنگ اور حوصلہ

ہوتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حضور اسے مقرب بنادیتا ہے۔ اور جو اس کی کوششوں کو ہر زمانہ میں جاکر نوجوانوں سے آگے بڑھا دیتا ہے۔ پس ان خطبات میں اگرچہ بظاہر میرے مخاطب وہ لوگ ہیں جن کی عمر چالیس سال سے کم ہے۔ مگر حقیقتاً وہ لوگ بھی میرے مخاطب ہیں جن کی عمر خواہ کتنی ہو۔ مگر خدمتِ دین میں وہ دوسروں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ ظاہری نوجوانوں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ نوجوانوں کے تو جسم بھی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مگر ان کے جسم جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ اور ان کی مثال ان غرباء کی ہوتی ہے جن کے پاس دولت نہیں ہوتی۔ مگر چندوں کے وقت وہ دوسروں سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں اشارۃً ایک ایسے واقعہ کا ذکر آتا ہے۔ جس کی تفصیلات احادیث سے یوں معلوم ہوتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

چندہ کی تحریک

کی۔ ایک صحابی مجلس سے اٹھے۔ اور جاکر ایک کنوئیں پر کام کیا۔ اور وہاں سے کچھ جو مزدوری کے طور پر حاصل کرکے لائے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیئے مختلف لوگ چندے لارہے تھے۔ کوئی سینکڑوں اور کوئی ہزاروں روپے۔ مگر انہی میں یہ صحابی بھی وہ جَو لے کر آئے۔ جو دونوں ہاتھوں میں تھے۔ اور لاکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیئے۔ اس پر منافق ہنسے اور کہا کہ ان جَوؤں سے دنیا فتح کی جائے گی۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ یہ جَو اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہزاروں روپوں سے زیادہ تھے کیونکہ اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ مگر اس نے خیال کیا کہ میں دوسروں سے پیچھے کیوں رہوں۔ اپنے جسم سے کام لیا۔ مزدوری کی اور جو ملا لاکر حاضر کردیا یہی حال ان بوڑھوں کا ہے۔ جن کے جسم اگرچہ جواب دے چکے ہیں۔ مگر دل جوان ہیں۔ اور وہ یہ برداشت نہیں کرسکتے۔ کہ ثواب میں پیچھے رہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ جوان ہی ہیں۔ بلکہ

جوانوں سے زیادہ ثواب کے مستحق

ہیں۔ جس طرح غریب لوگ باوجود تھوڑی رقم دینے کے کئی زیادہ دینے والوں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی حالت کو سدھاریں اور دین کی خدمت کے لئے تقوےٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں

آج اسلام غربت میں ہے

اور اگر آج کوئی جماعت اسے قائم نہ کرے۔ تو تھوڑے عرصہ میں کوئی اس کا نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا۔ ہندو اور عیسائی تو اسے مٹانے میں لگے ہی ہوئے ہیں۔ مگر مسلمان کہلانے والے بھی اصلاحات کے نام سے اس کی تعلیم کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کررہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کو جو قرآن کریم میں ہے۔ بدل دیں۔ ایسے کئی بڑے بڑے مسلمان کہلانے والے موجود ہیں اور دوسرے مسلمان ان پر فخر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کی ترقی کے سامان کررہے ہیں۔ حالانکہ یہ ترقی نہیں بلکہ تنزل ہے اور ذلت ہے ایسے وقت میں ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کی جو اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھر قائم کرے۔ اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ظاہری حالات کے لحاظ سے آپ کو ایسے وقت میں بھیجا گیا ہے

کہ دُنیا میں کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ دعوے عقل کے مطابق ہے۔ اسلام جس صُورت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لائے۔ مٹ چکا ہے۔ اور ہر دُنیا دار یہ سمجھتا ہے۔ کہ پھر اسی صورت میں قائم نہیں کیا جا سکتا۔ آج ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ملے گا۔ جو دیانت داری سے یہ سمجھتا ہو۔ کہ

اسلامی پردہ

پھر دُنیا میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور غیر تو ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے۔ خود مجھے ایک بڑے سرکاری افسر نے نہایت ہی حیرت سے پوچھا۔ کہ کیا آپ بھی یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلامی پردہ اب دُنیا میں قائم ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں تو آپ کو عقلمند سمجھتا ہُوں کیا آپ بھی ایسی

جہالت کی بات

کے قائل ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ پردے سے زیادہ اہم اُمور ہیں جن میں تبدیلی کو ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ مگر ان میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ میں نے اس افسر سے کہا۔ کہ آپ تو تاریخ دان ہیں۔ کیا آپ کو ایسے امور معلوم ہیں یا نہیں۔ کہ جن کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مگر آخر کار ہو گئی۔ اس نے کہا۔ کہ ہاں ایسے امور تو ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ جب مثالیں موجود ہیں۔ تو باقی صرف

یقین کی بات

رہ جاتی ہے۔ مجھے یہ یقین ہے۔ کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ اور آپ سمجھتے ہیں نہیں ہو سکتا۔ آج سے ۲۵ سال قبل کون کہہ سکتا تھا۔ کہ

یورپ میں ڈیماکریسی کا خاتمہ

ہو جائے گا۔ صرف ۲۵ سال قبل یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ تمام بادشاہتیں مٹ کر ان کی جگہ جمہوری سلطنتیں قائم ہو جائیں گی مگر آج علے الاعلان جرمنی۔ اٹلی اور سپین میں ڈیماکریسی کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ کیسے بے وقوف وُہ لوگ ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ ڈیماکریسی کے ذریعہ کسی ملک کی ترقی ہو سکتی ہے۔ سارے افراد کہاں اتنے عقلمند ہوتے ہیں کہ ملکی ترقی کے وسائل کو سمجھ سکیں۔ صرف چند لوگ ہی ایسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے چلکر ہی ترقی ہو سکتی ہے انگلستان کے سیاستدانوں کی آج سے صرف

۲۵ سال قبل کی کتابیں پڑھو

ان میں اس خیال کا شائبہ بھی نہیں ملے گا۔ جو آج دُنیا میں قائم اور رائج ہے۔ ان کتابوں میں یہی ہے۔ کہ ہم نے دُنیا میں ڈیماکریسی کے اصول کو قائم کیا ہے۔ اور آج ہم اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور دُنیا میں یہی اصول غالب ہے۔ مگر آج ان میں سے کئی ایک کی تقریریں شائع ہو چکی ہیں جن میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ آج سوائے انگلستان کے ڈیماکریسی کے اصُول کہیں بھی قائم نہیں۔ کتنا بڑا فرق ہے۔ کتنا قلیل زمانہ۔ اور کتنا

وسیع تغیر

ہے۔ پس اگر دُنیا کے لوگوں کی کوششوں سے دُنیا کے خیالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی مدد سے کیوں نہیں ہو سکتے۔ فرق صرف یقین اور ایمان کا ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کے خیالات میں تبدیلی کا ذریعہ یونیورسٹیاں اور بڑے بڑے بارسوخ لیڈر ہیں۔ اور وُہی دُنیا کے خیالات کو بدل سکتے ہیں۔ مگر ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی مدد سے یہ تغیر ہو سکتے ہیں۔ تغیرات کے ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اسلام کے مخالف کہتے ہیں۔ کہ دُنیا چونکہ ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے یہ تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ اس تبدیلی کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس لئے یہ ہو کر رہے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے جو ارشاد فرمایا۔ وہ اس زمانہ میں غیر ممکن نظر آتا ہے آج سارے کے سارے مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام اپنی اصلی صورت میں دوبارہ قائم نہیں ہو سکتا۔ مگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ

ہے۔ کہ اسی صورت میں اسلام دوبارہ قائم کیا جائے گا۔ صرف اسلام کا نام قائم نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کی صورت بھی وہی ہو گی۔ آج ترکی اسلام کی تعلیم میں تمام تبدیلیوں کے بعد یہ کہتا ہے کہ مسلمان کامیاب ہو گئے ایران تمام تغیرات کے باوجود مسلمانوں کی کامیابی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ ان ممالک میں سود قائم کیا گیا ہے۔ پردہ اڑا دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کو عربی میں پڑھنے سے روکا جاتا ہے

عربی کیریکٹر اور حرُوف کو مٹانے کی پوری کوشش

کی جا رہی ہے۔ ایشیائی خصوصاً عربی لباس کو مٹانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور ان سب باتوں کے باوجود کہا یہ جاتا ہے۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہماری فتح اسلام کی فتح ہے۔ حالانکہ ان ممالک کی فتح اسلام کی فتح نہیں کہی جا سکتی۔ انگریزوں کو اگر فتح ہو۔ تو یہ کسی مذہب کی نہیں۔ بلکہ انگریز قوم کی فتح سمجھی جائے گی۔ کیونکہ انگریز کسی مذہب کا نام نہیں۔ مگر اسلام مذہب کا نام ہے۔ اگر وہ قائم نہیں ہوتا۔ تو اسلام کی بہر حال شکست ہے اور فتح ان لوگوں کی ہو گی۔ جو اپنے ملک میں ایک نیا نظام قائم کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے لئے ایسی فتح کے مدعی نہیں۔ آپ نے یہ دعوےٰ کیا ہے۔ کہ پھر اسلام کو فتح حاصل ہو گی۔ اور ہم نے یہ فتح حاصل کرنی ہے۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کام کی راہ میں کس قدر مشکلات حائل ہیں۔

ایک ایک قدم بڑھانا مشکل ہو رہا ہے

بیرونی مخالفتوں کے علاوہ جماعت میں لوگوں کے اندر وسوسے پیدا ہو رہے ہیں۔ کئی منافق ہیں۔ جو فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ میں نے تحریک کی کہ لوگوں کو نبوت کے طریق پر لانا چاہیئے۔ اور اس پر میں اعتراض سُن رہا ہوں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طریق پر نہیں چلائے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ورثہ پر کوئی زور نہیں دیا۔ اور جماعت میں اسے قائم نہیں کیا۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمیشہ کے لئے ورثہ کے حکم کو مٹا دینا چاہیئے۔ اسی طرح

داڑھی رکھنے کا مسئلہ

ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم تو نصیحت کر دیتے ہیں۔ جسے ہمارے ساتھ محبت ہو گی۔ وُہ خود رکھے گا۔ ہماری ڈاڑھی ہے۔ اور جو ہمارے ساتھ محبت کرے گا۔ وُہ خود رکھ لے گا۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ اب ہمیں داڑھی رکھنے پر کوئی زور نہیں دینا چاہیئے۔ میرے پیش کردہ اصُول پر اگر اعتراض کیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ سوائے ان چند عقائد کے جن کے پھیلانے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں زور دیا گیا۔ اور کسی بات کو جاری کرنا جائز نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس پیشگوئی کے ماتحت کہ

جماعت کی ترقی آہستہ آہستہ ہو گی۔

ان باتوں کو بعد میں آنے والوں کے لئے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس وقت جماعت اتنی پھیلی ہوئی نہیں تھی۔ اور کسی نظام کے ذریعہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرانا مشکل تھا۔ پس اگر اس اصل کو مان لیا جائے۔ کہ جس بات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبر سے کام نہیں لیا ہمیں بھی زور نہیں دینا چاہیئے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے قرآن کریم پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر یہ بات درست نہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ ہر مناسب موقعہ پر اسکے لئے کوشش کی جاتی ہے میرا نظریہ یہ ہے۔ کہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی تعلیم کو قائم کرنے کے لئے پوری کوشش کریں خواہ ۵۰ سال کا عرصہ کیوں نہ گزر چکا ہو اور معترضین کا مقام یہ ہے۔ کہ لوگ آزاد ہیں جس طرح چاہیں کریں

گویا اس کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ اسلام کا قیام اصل غرض نہیں۔ اصل غرض صرف یہ ہے۔ کہ احمدی کہلایا جائے۔ اور میرا یہ کہ

اصل چیز صحیح اسلامی تعلیم کا قیام ہے

صرف مونہہ سے احمدی کہلانا کوئی چیز نہیں ؁

اس میں شبہ نہیں۔ کہ دنیوی نقطۂ نگاہ سے اس کا اصول صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اسلامی تعلیم کا قیام ناممکن ہے۔ مگر میں اسے بالکل ممکن سمجھتا ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ ہو کر رہے گا۔ وہ اپنے ایمان کے مطابق بات کرتا اور مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور میں اپنے ایمان کے مطابق امید پر قائم ہوں۔ اور در اصل

مقابلہ اسکی مایوسی اور میرے ایمان کا ہے

ایک طرف اس کی مایوسی ہے جو کہتی ہے کہ چھوڑ دو اس کوشش کو اس میں کامیابی نہیں اور دوسری طرف میرا ایمان کہتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہو کر رہے گا۔ اس لئے ہمیں جلدی اسے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تا اس کا ثواب ہمیں ہی ملے۔ دوسروں کو کیوں ملے۔ بعد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالٰے ثواب حاصل کرنے کے اور سامان پیدا کر دے گا۔ اور اس جدوجہد میں جسے میں شروع کرنا چاہتا ہوں کامیابی کے لئے

بہترین وجود

نوجوان ہی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ورثہ کو ہی لے لو۔ والدین کی وفات کے بعد ورثہ انہی کے ہاتھ میں آتا ہے۔ اور وہی اس کو تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ وہ اگر چاہیں تو اپنی بہنوں اور ماؤں کو حصہ دیں۔ اور چاہیں تو نہ دیں قانون ان پر کوئی جبر نہیں کرتا۔ بلکہ قانون تھوڑا سا جبر اس رنگ میں کرتا ہے۔ کہ وہ حصہ نہ دیں۔ اگر ہمارے نوجوان اس بات کے لئے تیار ہو جائیں اور کہیں کہ خواہ ہمارے لئے کچھ بچے یا نہ بچے۔ اور خواہ ہم غریب ہو جائیں۔

ہم ورثہ کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہی تقسیم کریں گے

تو ہر شخص یہ تسلیم کرے گا۔ کہ یہ جماعت ہے جس نے اسلام کی تعلیم کو عملاً دنیا میں قائم کر دیا ہے۔ پس اگر ہمارے نوجوان اصلاح کر لیں۔ اور اقرار کر لیں کہ جس طرح بھی ہو اسلام کی تعلیم کو قائم کریں گے۔ تو مایوس لوگ خود بخود اپنی شکست کا اقرار کر لیں گے۔ کیونکہ جب کوئی واقعہ ہو جائے۔ تو پھر اعتراض خود بخود مٹ جاتے ہیں ؁

جو لوگ بھی خدا تعالٰے کے دین کی مدد کرنے والے ہوں گے۔ خدا تعالٰے کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ وہی کامیاب ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر

کرامات الصادقین

میں ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ آپ فرماتے ہیں کہ الہامی ہے۔ اور وہ شعر یہ ہے ؎

وانی انا الرحمٰن ناصر حزبہ
ومن کان من حزبی فیعلی وینصر

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رحمٰن ہوں۔ جس کی دین اور بخشش اور رحمت سب پر وسیع ہے۔ اور کافر و مومن میں کوئی فرق نہیں کرتی۔ اور میرے دین کے جو مخالف ہیں میری رحمت ان کو بھی فائدہ پہونچاتی ہے۔ دیکھو سانس لینے کے لئے ہوا اور پانی اور روشنی کا سامان میں نے ان کے لئے بھی جو میرے

دین کی مخالفت

کرتے ہیں ویسا ہی کیا ہوا ہے۔ جیسا مومنوں کے لئے کیونکہ میں رحمٰن ہوں۔ پھر یہ کوئی کیونکر خیال کر سکتا ہے۔ کہ جو میرا ہو جائے۔ میں اُسے چھوڑ دوں گا۔ اور اس کی مدد پر کمربستہ نہیں ہوں گا۔ گویا پہلے مصرعہ کا نتیجہ آگے بیان کیا ہے۔ کہ جو لوگ خدا تعالٰے کے حزب ہو جاتے ہیں انہیں غلبہ دیا جاتا ہے۔ اور مدد کی جاتی ہے۔ پس جو بھی

اللہ تعالٰے کی جماعت

میں داخل ہو جائے۔ اسے مدد ملنا یقینی ہے۔ کیونکہ جو رحمٰن اپنے دین کے مخالفوں کو بھی فیض سے محروم نہیں رکھتا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو اس کا ہو جائے۔ وہ اس کی مدد نہ کرے۔ وہ ماں جو غیر کے بچہ سے محبت کرتی اور پالتی ہے۔ اپنے بچے کے ساتھ اس کی محبت کا اندازہ کرنا بالکل آسان ہے۔ خود اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ میں غیر سے بھی حسن سلوک کرتا ہوں۔ میرا سورج ہے جو تم کو ہی نہیں بلکہ ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی فائدہ پہونچاتا ہے۔ بلکہ یہ تو پھر بھی خدا کے کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہیں دہریوں کو بھی فائدہ پہونچاتا ہے۔ خدا تعالٰے کے بادل آتے ہیں۔ مگر کیا کبھی تم نے دیکھا۔ کہ وہ مومن کے کھیت کو تو سیراب کریں۔ اور غیر مومنوں کے کھیتوں کو چھوڑ دیں۔ کیا کبھی یہ ہوا ہے۔ کہ اس کی ٹھنڈی ہوائیں تمہارے لئے تو ٹھنڈی اور آرام پہونچانے والی ہوں۔ مگر کافروں کے لئے

گرم لو

بن جائیں۔ وہ اسی طرح ان کو بھی لذت پہونچاتی ہیں جس طرح تمہیں۔ تو جو رحمٰن خدا ہے۔ اور جس کے فضلوں کا سلسلہ اتنا وسیع ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ جو اس کا ہو جائے۔ وہ اسے چھوڑ دے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام ہے۔ جو دراصل پنجابی کا ایک پرانا شعر ہے۔ مگر آپ پر بھی الہاماً نازل ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

یعنے جو شخص اللہ تعالٰے کا ہو جائے اللہ تعالٰے ساری دنیا کو اسی کا بنا دیتا ہے اور ذرہ ذرہ کو اس کی تائید میں لگا دیتا ہے۔ شرارتیں بھی ہوتی ہیں۔ مخالفتیں بھی ہوتی ہیں۔ فتنے بھی اٹھتے ہیں مگر اسے مٹانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس کی عزت اور عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے۔ ایک شخص اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تباہ نہیں ہوا۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ تم پر کوئی آفت تو آئی نہیں تم تباہ نہ ہوئے تو کونسے تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک کو لوگ سمندر میں پھینکتے ہیں۔ آگ میں ڈالتے ہیں مگر وہ نہیں مرتا تو دوسرے اس سے لازماً مرعوب ہوتے اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ کوئی غیر معمولی آدمی ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو آگ میں نہیں جلے۔ اور ہم سب کا یہاں موجود ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آگ میں نہیں جلائے گئے۔ مگر کیا ہمارا نہ جلنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہ جلنا ایک ہی بات ہے۔ کیا اگر کوئی کہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا تھا۔ تو تم بھی اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو۔ کہ ہمیں بھی نہیں جلایا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ تم کو آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا

مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور پھر وہ نہیں جلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے

نیک بندوں پر حملے

ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کو تباہی سے بچاتا ہے۔ تا وہ کہہ سکیں کہ ان کو تباہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مگر وہ تباہ ہوئے نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعویٰ کہ وہ آگ میں نہیں جلے ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے مگر ہمارا یہ کہنا کہ ہم آگ میں نہیں جلے۔ ایک پاگل کی بڑ سمجھی جائیگی۔ کیونکہ ہمیں جلانے کی کوئی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے بادشاہ اور رعایا سب نے اکٹھے ہو کر کوشش کی۔ اور آپ کو آگ میں ڈال کر جلانا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بارش نازل کر کے آگ کو بجھا دیا۔ اور ایک ایسا نشان ظاہر کیا۔ جس سے سب مخالف مرعوب ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنا ارادہ ہی چھوڑ دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تباہ کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اور یہ

آخری غلبہ ہی خدا تعالیٰ کا نشان ہوتا ہے

اور یہی ثابت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو وہ عظمت اور شان حاصل ہے۔ جو دوسروں کو نہیں۔ اور یہ مقام کسی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو دعوت دیتا ہے۔ کہ وہ آئے اور اسے حاصل کرے پس یہ خیال مت کرو۔ کہ یہ مقام محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔

نبوت اور چیز ہے اور یہ مقام اور چیز

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید حاصل کرنے کیلئے نبوت شرط نہیں۔ بلکہ یہ کامل مومن کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت امام حسین نبی نہ تھے۔ اور بظاہر ان کو یزید کے مقابلہ میں شکست بھی اٹھانی پڑی۔ یزید اس وقت تمام عالم اسلامی کا بادشاہ تھا۔ اور اس وقت چونکہ تمام متمدن دنیا پر اسلامی حکومت تھی اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ تھا۔ اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک دنیا پر اس کے رشتہ داروں کی حکومت رہی۔ اور اس وقت منبروں پر حضرت علی اور آپ کے خاندان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ یزید کو اتنی بڑی حکومت حاصل تھی۔ کہ آج کل کسی کو حاصل نہیں۔ آج انگریزوں کی سلطنت بہت بڑی سمجھی جاتی ہے مگر ذرا مقابلہ تو کریں۔

بنو امیہ کی حکومت

سے جن کے خاندان کا ایک فرد یزید بھی تھا۔ انگریزوں کی حکومت کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ فرانس سے شروع ہو کر سپین۔ مراکو الجزائر طرابلس۔ اور مصر سے ہوتی ہوئی عرب ہندوستان۔ چین۔ افغانستان۔ ایران۔ روس کے ایشیائی حصوں پر ایک طرف اور دوسری طرف ایشیائے کوچک سے ہوتے ہوئے یورپ کے کئی جزائر تک یہ حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس قدر وسیع سلطنت آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ موجودہ زمانہ کی دس پندرہ سلطنتوں کو ملا کر اس کے برابر علاقہ بنتا ہے۔ اور اتنی بڑی سلطنت کا ایک بادشاہ ہوتا تھا جن میں سے قریباً ہر ایک حضرت علی اور آپ کے خاندان کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ اس لئے منبروں پر کھڑے ہو کر ان کو گالیاں دی جاتی تھیں اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ ساری دنیا میں

امام حسین کی عزت

پھر قائم ہو گی۔ اور اس وقت کوئی وہم بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یزید کو بھی لوگ گالیاں دیا کریں گے۔ مگر آج نہ صرف تمام اس علاقہ میں جہاں امام حسین کو گالیاں دی جاتی تھیں بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی کیونکہ بعد میں اسلامی حکومت اور بھی وسیع ہو گئی تھی۔ گو وہ ایک بادشاہ کے ماتحت نہ رہی

سب جگہ یزید کو گالیاں دی جاتی ہیں

اور حضرت امام حسین کی عزت کی جاتی ہے۔ گو آپ نبی نہ تھے۔ مگر ایک برگزیدہ انسان تھے۔ اور حق کیخاطر کھڑے ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی دی۔ بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہو گا۔ کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ مگر آج اگر یزید دنیا میں واپس آئے (اگرچہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں۔ کہ مردے دنیا میں واپس آئیں) تو کیا تم میں سے کوئی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ یزید ہونے کو پسند کرے گا۔ جس دن حضرت امام حسین شہید ہوئے۔ وہ کس قدر غرور اور فخر کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھتا ہو گا۔ اور اپنی کامیابی پر کس قدر نازاں ہو گا۔ لیکن آج اگر اسے اختیار دیا جائے۔ کہ وہ امام حسین کی جگہ کھڑا ہونا چاہتا ہے۔ یا یزید کی جگہ۔ تو وہ بغیر ایک لمحہ کے توقف کے کہہ اٹھیگا۔ کہ میں

دس کروڑ دفعہ امام حسین کی جگہ

کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ اور اگر حضرت امام حسین سے کہا جائے کہ وہ یزید کی جگہ ہونا پسند کریں گے۔ یا اپنی جگہ۔ تو وہ بغیر کسی لمحہ کے توقف کے کہہ اٹھیں گے۔ کہ دس کروڑ دفعہ اسی جگہ پر جہاں وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ کسی اور سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر یزید خود آئے۔ تو اس کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہو گا۔ فرعون اپنے زمانۂ حکومت میں حضرت موسیٰ کو کیا سمجھتا ہو گا وہ ہنستا اور کہتا تھا۔ کہ یہ شخص پاگل ہے۔ اس کا دماغ خراب ہے قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ مجنون ہے۔ لیکن اگر آج فرعون کی روح دوبارہ دنیا میں لائی جائے۔ تو بتاؤ کیا وہ اسی تخت پر بیٹھنا پسند کرے گا۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ادنےٰ خادموں میں کھڑا ہونا۔ وہ بغیر ایک لمحہ کے سوچنے کے کہہ اٹھیگا کہ میں

58

موسیٰ کے ادنےٰ ترین خادموں میں

کھڑا ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن لوگوں نے پھانسی دی۔ وہ افسر اور وہ مجسٹریٹ جس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہ شخص حکومت کا مخالف اور لائق تعزیر ہے۔ اور وہ علماء جنہوں نے یہ کہا کہ یہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اگر آج انہیں دوبارہ دنیا میں لایا جائے اور پوچھا جائے۔ کہ بقول ان کے وہ ذلیل ماہی گیر جو اس وقت حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ کھڑا ہونا وہ زیادہ پسند کریں گے۔ یا اس بات کو کہ ان کو روم کا شاہنشاہ بنا دیا جائے تو وہ ایک منٹ کے لئے بھی غور کئے بغیر کہہ اٹھیں گے۔ کہ وہ ان ماہیگیروں کی رفاقت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ آج

پیٹر اور یعقوب

کے نام پر کروڑوں عیسائی جان دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اس زمانہ کے گورنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو کوئی جانتا بھی نہیں۔

پس تم میں سے بھی جو حزب اللہ میں اپنے آپ کو شامل کریگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کی ویسی ہی مدد کرے گی۔

میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حکومت کے بعض مجسٹریٹ جماعت کے خلاف بہت

بڑے ریمارکس

کرتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے ہی ریمارکس حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسی باتیں کہی جاتی تھیں۔ لیکن انہی بادشاہوں اور گورنروں اور افسروں کو اگر سو دوسو سال بعد دنیا میں لایا جائے۔ تو یہی کہیں گے۔ کہ وہ باتیں سب جھوٹ تھیں اور ہمیں اس سلسلہ کی ادنیٰ خدمت ہی زیادہ پسند ہے۔ جھوٹ خواہ کسی بادشاہ کی زبان سے نکلے۔ یا وزیر کی زبان سے خواہ کسی وائسرائے کی زبان سے نکلے یا گورنر کی زبان سے آخر جھوٹ ہے۔ اور

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

ظلم کبھی کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔ اس لئے اگر تم اپنے اندر سے ظلم کو نکال دو۔ اور حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ تو تمہیں کوئی خفیہ تدبیریں اور منصوبے جیسے آج بعض حکام کی مدد سے کئے جا رہے ہیں۔ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ سب جھاگ ہے۔ اور جھاگ ہمیشہ مٹ جاتی ہے۔ اور پانی قائم رہتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ

تم حزب اللہ بن جاؤ

اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت۔ نیکی سچائی۔ ہمت اپنے دلوں میں پیدا کرلو دنیا کی بہتری کی کوشش میں لگ جاؤ اور بنی نوع کی خدمت کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔ پھر خواہ دنیا تمہیں سانپ اور بچھو بلکہ پاخانہ اور پیشاب سے بھی بدتر سمجھے۔ تم کامیاب ہوگے۔ اور خواہ کتنی طاقت ور حکومتیں تمہیں مٹانا چاہیں۔ وہ کامیاب نہیں ہوسکیں گی اور تم جو آج اس قدر کمزور سمجھے جاتے ہو۔

تم ہی دنیا کے روحانی بادشاہ ہوگے

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم کو دنیا کی بادشاہت مل جائے گی۔ بلکہ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ تم تحصیلدار بن جاؤ گے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ تم ایک کنسٹیبل ہی بن جاؤ گے ظاہری حیثیت خواہ تمہاری چپڑاسی سے بھی بدتر ہو۔ مگر دنیا پر قیامت نہیں آئے گی۔ جب تک کہ تم کو بادشاہوں سے بڑا اور تم پر ظلم کرنے والوں کو ادنیٰ نوکروں سے بھی بدتر نہیں بنا دیا جائے گا۔ قرآن کریم یہی بتاتا ہے۔ کہ تم پر ظلم کرنے والوں کو جب تک ذلیل ترین وجودوں کی شکل میں اور تم کو

معزز ترین صورت

میں پیش نہ کیا جائے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ بے شک تم مر چکے ہوگے بلکہ تم میں سے بعض کی نسلیں بھی باقی نہ ہونگی۔ مگر نیک نامی کے مقابلہ میں نسلیں چیز ہی کیا ہیں۔ آج یہ بحث ہوتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد تھی یا نہیں۔ لیکن کیا ان کی اولاد نہ ہونے سے یا اگر تھی تو معلوم نہ ہونے سے ان کی عزت کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زندگی میں روم کے بادشاہ کو شاید ان کا علم بھی نہ ہو۔ مگر آج روم کی ہی حکومت نہیں بلکہ ویسی ہی بیسیوں اور حکومتیں ان کی روحانی بادشاہت کے ماتحت ہیں۔ اٹلی۔ جرمنی فرانس۔ سپین۔ آسٹریا۔ ہنگری۔ پولینڈ رومانیہ۔ بلغاریہ۔ اور چیکوسلاویکیہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی رعایا ہیں۔ اس زمانہ میں رومی سلطنت کا ایک چپڑاسی بھی آکر کہتا۔ کہ چلیئے آپ کو بلاتے ہیں تو آپ کی مجال نہ ہوسکتی تھی۔ کہ انکار کریں۔ اس وقت آپ کے مخالف آپ کو دکھ دینے کے لئے مشہور کیا کرتے تھے کہ آپ حکومت کے دشمن ہیں اور خود بادشاہ بننا چاہتے ہیں جیسا کہ آج کل ہمارے مخالف ہمارے خلاف شور کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اس سلسلہ میں آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا قیصر روم کو ٹیکس دینا جائز ہے۔ اس سوال سے غرض یہ تھی۔ کہ اگر تو آپ کہیں گے کہ ٹیکس دینا جائز ہے۔ تو یہودی کہہ سکیں گے کہ یہ شخص یہودیوں کا بادشاہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ جو روم کو ٹیکس دینا جائز قرار دیتا ہے۔ اور اگر کہیں گے کہ ٹیکس مت دو۔ تو

حکومت کا باغی

قرار پائیں گے۔ آپ نے اس سوال کا جواب ایک اور سوال سے دیا کہ روم کے سپاہی آپ لوگوں سے کیا مانگتے ہیں۔ اس کے جواب میں سوال کرنے والوں نے کہا۔ کہ روپیہ مانگتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا۔ روپیہ پر کس کی تصویر ہے۔ سوال کرنے والوں نے کہا۔ کہ روم کے بادشاہ کی۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ جو چیز قیصر کی ہے وہ اسے دو۔ اور جو خدا کی ہے۔ وہ خدا کو (متی باب ۲۲ آیت ۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے فقط دین مانگتا ہوں۔ ٹیکس بادشاہ کا حق ہے۔ وہ اسے دو۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ جو چیز انگریز کی ہے۔ وہ اسے دو انگریز ٹیکس مانگتا ہے۔ جو اسے دینا چاہیئے۔ مگر

ہم دل مانگتے ہیں

انگریز دل نہیں مانگتا اور مانگ بھی نہیں سکتا۔ جو تلوار روپیہ لیتی ہے وہ اس کے پاس ہے۔ اور جو دل لیتی ہے وہ ہمارے پاس ہے
پس میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ حزب اللہ بنو۔ پھر دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہیں کامیاب کرتی ہے۔ اب بھی تمہیں اس کی نصرت حاصل ہے۔ مگر پھر

خصوصی اور فردی نصرت

حاصل ہوگی۔ آج کل کی نصرت کی مثال تو ویسی ہی ہے جیسے کسی کے گھر کو آگ لگے۔ تو لوگ اس کا سامان اٹھا اٹھا کر باہر نکالتے ہیں۔ عزت تو اس کی ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے نوکر کا سامان بھی باہر اٹھا لاتے ہیں۔ محلہ کے لوگ بھی پہنچ جاتے ہیں۔ فائر بریگیڈ بھی۔ پولیس بھی۔ فرض کرو۔ مکان کسی گورنر یا ڈپٹی کمشنر کا ہو۔ تو جس جوش سے لوگ اس کا سامان نکالتے ہیں اس جوش سے اگر اس کے نوکر کے گھر میں آگ لگے تو کبھی نہ نکالیں گے لیکن اسی نوکر کا سامان جب آقا کے سامان کے ساتھ ملا ہؤا ہوتا ہے تو اس کو بھی احتیاط سے نکال لیا جاتا ہے لیکن یہ نکالنا طفیلی ہوتا ہے۔ اسی طرح اب بھی اللہ تعالیٰ تمہاری مدد تو کرتا ہے۔ مگر

یہ مدد طفیلی ہے

لیکن اگر تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ تو پھر تمہیں ذاتی نصرت بھی حاصل ہوگی اور طفیلی بھی۔ اس وقت تمہاری نصرت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے۔ اس کی ذلت سے سلسلہ کی ذلت ہوگی۔ مگر حزب اللہ میں داخل ہونے کے بعد اس لئے بھی نصرت ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ کہے گا۔ اس کی ذلت سے میری ذلت ہوگی۔ اگر یہ بدنام ہؤا۔ تو چونکہ یہ میرا دوست ہے اس لئے مجھ پر الزام آئیگا۔ کہ میں نے

دوست سے وفاداری

نہیں کی۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے۔ گو تم نے اس زمانہ کو نہیں پایا مگر ہم نے اسے پایا اور دیکھا ہے۔ پس اس قدر قریب زمانہ کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں اور نشانات جانے دو

مسجد مبارک کو ہی دیکھو

مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے۔ اسکے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے یہ اس زمانہ کی مسجد تھی۔ اور اس میں نماز کیوقت کبھی ایک اور کبھی دو سطریں ہوتی تھیں۔ اس ٹکڑہ میں تین دیواریں ہوتی تھیں۔ ایک تو دو کھڑکیوں والی جگہ میں جہاں آج کل پہریدار کھڑا ہوتا ہے۔ اس حصہ میں امام کھڑا ہوا کرتا تھا۔ پھر جہاں اب ستون ہے۔ وہاں ایک اور دیوار تھی۔ اور ایک دروازہ تھا۔ اس حصہ میں صرف دو قطاریں نمازیوں کی کھڑی ہو سکتی تھیں اور فی قطار غالباً پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے اس حصہ میں اس وقت کبھی ایک قطار نمازیوں کی ہوتی اور کبھی دو ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے جب اس حصہ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصہ میں نمازی کھڑے ہوئے تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ گویا جب پندرھواں یا سولھواں نمازی آیا تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے۔ کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ تم نے غالباً غور کر کے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوگی۔ مگر وہ ابھی تک موجود ہے جاؤ اور دیکھو۔ صحابہ کا طریق تھا۔ کہ وہ پرانی باتوں کو کبھی کبھی عملی رنگ میں قائم کر کے بھی دیکھا کرتے تھے۔ اس لئے تم بھی جا کر دیکھو۔ اس حصہ کو الگ کر دو۔ جہاں امام کھڑا ہوتا تھا۔ اور پھر وہاں

فرضی دیواریں

قائم کرو۔ اور پھر جو باقی جگہ بچے۔ اس میں جو سطریں ہوں گی۔ ان کا تصور کرو۔ اور اس میں تیسری سطر قائم ہونے پر ہمیں جو حیرت ہوئی۔ کہ کتنی بڑی کامیابی ہے۔ اس کا قیاس کرو۔ اور پھر سوچو کہ خدا تعالیٰ کے فضل جب نازل ہوں۔ تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا۔ اور بچپن میں کبھی کھیلنے کے لئے ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے

اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا۔ وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں اسوقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آ کر احمدی بھی ہو گئیں۔ مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں۔ کہ

جیہو جیا کاں اوہو جیہی کوکو

میں بوجہ اسکے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا۔ اس پنجابی فقرہ کے معنے نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا۔ کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ جیسا کوا ہوتا ہے۔ ویسے ہی اسکے بچے ہوتے ہیں۔ کوے سے مراد (نعوذ باللہ) تمہارے ابا ہیں۔ اور کوکو سے مراد تم ہو۔ مگر پھر میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے۔ کہ وہی تائی صاحبہ اگر میں کبھی ان کے ہاں جاتا۔ تو بہت عزت سے پیش آتیں۔ میرے لئے گدا بچھاتیں۔ اور احترام سے بٹھاتیں۔ اور ادب سے متوجہ ہوتیں۔ اور اگر میں کہتا۔ کہ آپ کمزور ہیں۔ ضعیف ہیں۔ ہلیں نہیں۔ یا کوئی تکلف نہ کریں۔ تو وہ کہتیں۔ کہ آپ تو میرے پیر ہیں۔ گویا وہ زمانہ بھی دیکھا۔ جب میں کوکو تھا۔ اور وہ بھی جب میں پیر بنا۔ اور ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے۔ تو کسطرح بدل دیتا ہے۔ پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو۔ کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے۔ اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ تمہید میں ہی زیادہ وقت صرف ہو گیا اور ابھی گھنٹے نے بتایا ہے۔ کہ ساڑھے تین بج چکے ہیں۔ پس چونکہ تھوڑی دیر میں ہی عصر کا وقت ہو جائے گا اسلئے میں مضمون کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں اسے ختم کر دونگا۔ لیکن اسوقت پھر اختصار سے جماعت کے نوجوانوں کو خواہ وہ قادیان کے ہوں۔ یا باہر کے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

اپنے دلوں میں ایک عزم اور ارادہ لے کر کھڑے ہوں۔

کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے۔ اور اس طرز پر اپنی زندگیاں گذاریں۔ کہ ان کا وجود ہی خدا تعالیٰ کا نشان بن جائے یہ نہ ہو۔ کہ صرف ان کی زبانیں نشانات بیان کریں بلکہ ایسا ہو۔ کہ ان کے جسم بھی خدا تعالیٰ کا نشان بن جائیں۔ اور یہ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے بھی اپنے فضلوں کے دروازے ویسے ہی کھلے رکھے ہیں۔ جیسے ان سے پہلوں کے لئے کھولے گئے تھے۔

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ لنگوا و امیرا ولد اللہ دتہ ذات سیال سکنہ کرپو الا تحصیل جھنگ، ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۲۹/۶/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور ۲۹/۶ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۲۴/۳/۳۸ (دستخط)

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (بورڈ کی مہر)

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ گاہرا ولد تا ورا ذات کالیر سکنہ چک ۲۵۶ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم ۱۵/۶/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

مورخہ ۲۴/۳/۳۸ (دستخط)

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (بورڈ کی مہر)

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ خدا بخش ولد رمضان ذات بھوڑانہ سکنہ جھوک بھورانی تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم ۲۴/۶/۳۸ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

مورخہ ۲۴/۳/۳۸ (دستخط)

خانبہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (بورڈ کی مہر)

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

برلن ۱۰ اپریل۔ آج جرمنی سے آسٹریا کے الحاق کے سلسلہ میں استصواب رائے عامہ کے سلسلہ میں پولنگ ہوا ۴ کروڑ ۷۰ لاکھ افراد نے ووٹ دیئے جن میں ۴۰ لاکھ اہل آسٹریا ہیں غیر ممالک میں بسنے والے ۷ ہزار جرمنی ووٹ دینے کے لئے حدود جرمنی میں داخل ہوئے۔ جرمنی کی ریلوں پر ان سے کوئی کرایہ نہیں لیا گیا۔

ٹیونس ۱۰ اپریل۔ شمالی افریقہ کے فرانسیسی مقبوضات میں عرب لیڈروں نے فرانس کی روش کے خلاف زبردست مظاہرے کئے۔ ٹریم کاروں پر پتھر برسائے گئے۔ فوج نے ہجوم پر گولی چلادی۔ عرب لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔

لاہور ۱۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے مسٹر بی۔ ایچ۔ ڈاسن فنانشل کمشنر پنجاب کو پنجاب یونی ورسٹی کا چانسلر مقرر کیا جائیگا۔

کلکتہ ۱۰ اپریل۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے خاص اجلاس کے لئے جو ۱۷ اور ۱۸ اپریل کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔ سرگرمی سے انتظامات ہو رہے ہیں استقبالیہ کمیٹی کے صدر مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال ہونگے۔ اس اجلاس میں کانگرسی حکومتوں کے طرز عمل اور مسئلہ مسجد شہید گنج پر غور کیا جائیگا۔

علی گڑھ ۱۰ اپریل۔ مسلم یونیورسٹی کورٹ کا اجلاس ۱۶ اپریل کو منعقد ہوگا۔ جس میں پرو چانسلر اور وائس چانسلر کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا اس وقت تک پرو چانسلر کے لئے نواب صاحب رامپور اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کے نام تجویز کئے گئے ہیں۔ وائس چانسلر کے لئے سر شاہ محمد سلیمان کا نام تجویز کیا گیا ہے۔

حیدر آباد (دکن) اعلیٰحضرت تاجدار دکن نے حیدر آباد کے فرقہ وارانہ فساد کے متعلق ایک فرمان جاری کیا ہے جس میں اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ بیرونی اثرات کے ماتحت ریاست کی سیاسی فضا مکدر ہو رہی ہے۔ آپ نے ہلاک شدگان کے پس ماندگان اور زخمیوں سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ پُرامن زندگی بسر کریں۔

گورداسپور ۱۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے چوہدری سندر داس صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخوپورہ کو گورداسپور بھیج دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۰ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت امریکہ حکومت برطانیہ کو حسب ضرورت طیارے مہیا کر سکتی ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر برطانیہ کو طیاروں کی فوری ضرورت پیش آگئی۔ تو امریکہ اپنے فضائی پروگرام کو ترک کر کے برطانیہ کو طیارے

قرآن مجید مترجم معہ تفسیری نوٹ

احباب یہ سنکر مسرور ہونگے کہ وہ قرآن مجید جس کا نمونہ سالانہ جلسہ پر ہماری دوکان نے پیش کیا۔ مگر اس وقت صرف ۱۵ پارہ تک چھپا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکمل چھپ کر طیار ہو گیا ہے۔ یہ وہی قرآن مجید ہے۔ جس کا ذکر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں شاندار الفاظ میں کیا تھا مجلس مشاورت کے موقعہ پر اس کا ہدیہ محض اشاعت کی غرض سے اصل لاگت کے قریب رکھا ہے۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ اگر دوست مجلس مشاورت پر دستی منگوالیں۔ تو محصول ڈاک کی بچت رہے گی۔ ہدیہ قرآن مجید مجلد سنہری ۸/- قسم اول سفید کاغذ مراکو جلد ۶/۱۲ رنگین زرد کاغذ عام جلد ۴/۸ زرد کاغذ مراکو جلد ۵/۱۲

احمدیہ دار الکتب قادیان

قادیان میں نہایت باموقعہ کمرشل اراضیات

قادیان کی آبادی کے عین متصل ایک ٹکڑہ رستہ پر ہے۔ دوسرا ٹکڑہ دار الانوار کی بڑی سڑک کے قریباً شروع میں آنریبل سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی کوٹھی کے غربی جانب ہے۔ یہ ٹکڑے دو سال کی ماہوار اقساط پر بھی مل سکتے ہیں۔

خاکسار: غلام حسن سفید پوش۔ حسن منزل محلہ دار الفضل قادیان

اعلان ضروری

جملہ حصہ داران دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ۔ قادیان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کمپنی انڈین کمپنیز ایکٹ مجریہ ۱۹۱۳ء کے ماتحت باقاعدہ رجسٹری شدہ پبلک کمپنی ہے۔ تمام ایسے دوست جو کمپنی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ ان کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ قوانین کی پابندی میں جو مطالبات ان کے ذمہ ہوں۔ ان کا روپیہ عند الطلب کمپنی کو ادا کر دیں۔ بصورت دیگر تمام بقایا داران کا ادا شدہ روپیہ قانوناً کمپنی کے حق میں ضبط ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں متعلقہ دوستوں کا گلہ بعد ازاں درست نہ ہوگا۔ اور ایسی صورت میں امور عامہ کو لکھنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ معاملہ سرکاری ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اپنا ادا شدہ روپیہ ضبط کروانے کی بجائے بقایا داران جن کے نام انفرادی طور پر دفتر سے نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں۔ بقایا جات کی فوری ادائیگی کی طرف متوجہ ہو کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

چیئرمین بورڈ آف ڈائریکٹرز

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کیلئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس معجون کی اس قدر رنگینی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اسکو مثل آبحیات کے تصور فرمایئے۔ اسکے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دیگی۔ اسکے استعمال سے ۲۰ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشان بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اسکے استعمال سے بامراد ہو کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی بھی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے۔

جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵۱ لکھنؤ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

والٹن ٹریننگ سکول نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاؤنی میں کلاس I گریڈ I (۶۰-۲-۵/۲-۵۰-۵-۳۰) کے گارڈوں کی ٹریننگ کے لئے داخلے کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ کورس ۳۰/۵/۳۸ کو شروع ہو جائے گا۔ (۲) ۲+۳۰ آسامیاں ہیں۔ جن میں سے کچھ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے ریزرو ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں ظاہر کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ سیلکشن بورڈ کی رائے میں وہ ان اسامیوں کے لئے ضروری کم از کم قابلیت رکھتے ہوں۔

گارڈ کلاس I گریڈ I

مسلم ... ... ۱۷+۲

اینگلو انڈین اور یورپین ۵

دیگر اقلیتیں یعنی ہندوستانی عیسائی پارسی اور سکھ ۳

۳- درخواست دہندہ کے لئے لازمی ہے۔ کہ ان کے پاس کسی مستند یونیورسٹی کا امتحان انٹرمیڈیٹ یا اس معیار کا کوئی اور امتحان پاس کرنے کے سرٹیفکیٹ ہوں۔ مضمونوں کی تخصیص نہیں۔ خواہ آرٹس کا امتحان پاس کیا ہو یا سائنس کا۔ سکول میں داخلے کی تاریخ یعنی ۲۴/۵/۳۸ کو ان کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو۔ اور ۲۴ سال سے زیادہ نہ ہو۔

۴- درخواست کنندے مقررہ فارم پر درخواست اپنے ہاتھوں سے لکھیں جو مندرجہ ذیل شیڈول کے کالم ۲ میں مندرج ریلوے سٹیشنوں کے سٹیشن سپرنٹنڈنٹوں یا سٹیشن ماسٹروں سے ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے مل سکتے ہیں جو امیدوار یہ چاہیں کہ انہیں درخواست کا فارم بصیغہ رجسٹری یا معمولی طور پر ڈاک میں بھیجا جائے وہ فارم کی ایک روپیہ قیمت کے ساتھ اتنا ہی محصول ڈاک بھی متعلقہ سٹیشن سپرنٹنڈنٹ یا سٹیشن ماسٹر کو بھیج دیں۔ ہر ایک فارم کے ساتھ ایک مطبوعہ لفافہ مفت دیا جائیگا۔ جسے امیدوار نے تو درج کرنا ہوگا۔ یہ درخواست بذریعہ ڈاک بھیجی جاسکے۔ دستی نہ بھیجی جاتے۔ درخواستوں کے ساتھ کہ کثر علمی قابلیت اور کھیلوں میں دلچسپی رکھنے کے متعلق سرٹیفکیٹوں کی مصدقہ نقول بھی منسلک ہونی چاہئیں۔ یہ درخواستیں متعلقہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں ۵/۵/۳۸ تک پہنچ جائیں۔

۵- اگر مذکورہ بالا طریقے کے سوا کسی امیدوار نے کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کی تو اس کی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۶- ٹریننگ سکول میں داخلے کے لئے آخری انتخاب سنٹرل سیلکشن بورڈ لاہور ہی کرے گا۔ ابتداءً جن امیدواروں کی درخواستیں منتخب کی جائینگی انہیں ڈویژن کے صدر دفتر میں ۸/۵/۳۸ کو طلب کیا جائے گا۔ اس دن وہاں ۱۰ بجے ڈویژنل سیلکشن بورڈ ان سے انٹرویو کرے گا۔ امیدواروں کو اپنے خرچ پر یہ سفر کرنا ہوگا۔ باقی تمام درخواستیں فائل کر دی جائیں گی۔ جن امیدواروں کو طلب نہ کیا جائے۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ وہ ناکام رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں مزید خط و کتابت نہیں کی جاوے گی۔ ڈویژنل سیلکشن بورڈ میں جو امیدوار کامیاب رہیں گے۔ انہیں بی کلاس کا میڈیکل ٹیسٹ کرانا ہوگا۔ (جس کی تفصیلات درخواست کے فارم کی پشت پر درج ہیں۔) اس کے بعد ۲۷/۵/۳۸ کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے صدر دفتر واقع امپرس روڈ میں سنٹرل سیلکشن بورڈ سے انٹرویو کے لئے دن کے ۱۰ بجے حاضر ہونا ہوگا۔ اس مقصد کے لئے انہیں ریلوے کا مفت پاس دیا جائے گا۔

نوٹ:- جن امیدواروں کو ڈویژنل اور سیلکشن بورڈوں سے انٹرویو کے لئے طلب کیا جائے گا۔ انہیں اپنی اصل اسناد ساتھ لانی ہونگی۔ اور خاص کر میٹریکولیشن کے اصلی یا عارضی سرٹیفکیٹ لانے ہونگے۔ خواہ وہ انڈر گریجوایٹ یا گریجوایٹ ہوں۔

۷- سنٹرل سیلکشن بورڈ جن امیدواروں کا آخری انتخاب کریگا۔ انہیں سکول میں داخل کیا جائیگا بشرطیکہ وہ حسب ذیل رقوم جمع کرانے پر آمادہ ہوں۔ ان رقوم کی ضبطی یا واپسی کے قواعد اس عہدنامے میں درج ہیں۔ جس پر داخلے سے پیشتر امیدواروں کو دستخط کرنے ہونگے۔

۱-	سیکورٹی ڈیپازٹ	۵۰ روپے
۲-	اگریمنٹ پر ٹکٹ کی قیمت	ایک روپیہ
۳-	باورچی خانہ کی سیکورٹی	۱۰ روپے

ٹریننگ کا زمانہ دو مہینے کا ہے۔ اس دوران میں منتخب امیدواروں کو ۳۰ روپے ماہوار دیئے جائینگے۔ اس رقم میں سے ۱۲ روپے ۸ آنے ماہوار خوراک خرچ کے طور پر وضع کر لئے جائیں گے۔

یہ امر واضح رہے۔ کہ ریلوے سروس میں ملازمت کی گارنٹی نہیں دی جاتی مگر کورس ختم ہونے کے بعد ان کا امتحان لیا جائیگا۔ اور جو اس امتحان میں کامیاب رہینگے۔ اور ملازمت میں رکھے جائینگے۔ انہیں شروع میں ۳۵ روپے ماہوار تنخواہ۔ ۶۰-۲-۵/۲-۵۰-۵-۳۰ کے سکیل میں دی جائے گی۔ اور انہیں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے کسی ڈویژن میں مقرر کیا جائے گا۔

ڈویژنل ہیڈکوارٹرس	وہ سٹیشن جہاں سے فارم قیمتاً دستیاب ہو سکتے ہیں
دہلی	دہلی۔ نئی دہلی۔ پٹیالہ۔ رہتک۔ انبالہ چھاؤنی غازی آباد۔ شملہ۔ بھٹنڈہ۔ کرنال۔ سہارنپور۔ راجپورہ۔ مظفرنگر اور میرٹھ شہر
فیروزپور	فیروزپور چھاؤنی اور قصور
لاہور	لاہور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ ٹاؤن۔ جالندھر شہر۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ گورداسپور۔ بٹالہ۔ پٹھانکوٹ۔ کانگڑہ۔ جموں توی اور لدھیانہ
راولپنڈی	راولپنڈی۔ نوشہرہ۔ جہلم۔ ملکوال۔ کیمبل پور۔ لکنڈیاں۔ پشاور چھاؤنی۔ لالہ موسیٰ۔ بھکر۔ کالاباغ۔ گھاٹ۔ کوہاٹ چھاؤنی۔ ڈیرہ غازیخاں۔ سانگلہ ہل۔ قلعہ شیخوپورہ۔ ننکانہ صاحب۔ جڑانوالہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ شورکوٹ روڈ۔
ملتان	ملتان شہر۔ ملتان چھاؤنی۔ مظفرگڑھ۔ سمہ سٹہ۔ بہاولپور ویسٹ۔ ڈیرہ نواب۔ لیہ۔ محمود کوٹ۔ منٹگمری۔ چیچہ وطنی روڈ۔ حافظ آباد۔ اکال گڑھ۔ خانیوال۔ لائل پور۔ میاں چنوں۔ لودہراں۔ چک جھمرہ۔ چوہڑکانہ
کراچی کوئٹہ	کراچی شہر۔ کراچی چھاؤنی۔ کوٹری۔ حیدرآباد۔ نوابشاہ۔ پڈیدان۔ روہڑی۔ سکھر۔ خانپور۔ دادو۔ شکارپور۔ جیکب آباد۔ کیماڑی۔ کوئٹہ

نوٹ: واضح رہے کہ درخواستوں کے فارم ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتروں میں یا ہیڈکوارٹرس آفس میں فروخت نہیں ہوتے۔ بلکہ مذکورہ بالا ریلوے سٹیشنوں پر مل سکتے ہیں۔

ہیڈ کوارٹرس آفس
نارتھ ویسٹرن ریلوے

ایجنٹ
نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی